کے مقتدر حلقوں سے یہ دردمندانہ گزارش ہے کہ خدارا اس آگ کو بجھانے کی سنجیدہ اور پُر اثر کوشش کریں کہ اس خونی کھیل میں دونوں مسلکوں کا سراسر نقصان ہے بلکہ عالم اسلام جو اس وقت دشمنوں کی یلغار میں ہے اس کی بھی بدنامی اور جگ ہنسائی ہورہی ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سب عملی اتحاد و یکجہتی کا مظاہرہ کرکے بیرونی طاقتوں' سازشی عناصر اور دشمنانِ اسلام کا اس نازک موقع پر مل کر مقابلہ کریں۔تب ہی ہم اسلام اور اپنے مسالک کے ساتھ مخلص ہوں گے۔ ورنہ دہشت گردی کا عفریت اور دشمنانِ اسلام ہم سب کو نگل جائیں گے۔ورنہ

حادثہ وہ جو ابھی گردشِ افلاک میں ہے
عکس اس کا مرے آئینۂ ادراک میں ہے

حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ کی المناک شہادت

ابھی حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ کا خون خشک بھی نہ ہونے پایا تھا اور نا ہی ابھی درد و غم اور حزن و یاس کی فضا ختم ہوئی تھی کہ ناگہاں ستمگروں نے ایک اور تیر پاکستانی قوم اور امتِ مسلمہ کے مجروح دل میں پیوست کردیا۔ یہ حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ اور مولانا نذیر احمد تونسویؒ کی شہادت تھی۔ حضرت مفتی صاحبؒ جو اس قافلہ حریت اور کاروان شہادت کے اہم اور پرانے رفیق تھے۔ان کو مرحوم لکھتے ہوئے آج قلم لرز رہا ہے کہ آپ جیسے سراپا عمل پیہم و جہد مسلسل اور اوروں کو زندگی دینے والا آج خود بھی موت کی آغوش میں چلا گیا ہے مولانا جمیل خانؒ ایک شخص کا نام نہیں تھا' بلکہ آپکی ذات میں قدرت نے اتنی صلاحیتیں ودیعت فرمائی تھیں کہ عقل انسانی دنگ اور حیران رہ جاتی ہے۔آپ ختم نبوت کی تحریک کو پاکستان سے اٹھا کر یورپ اور دنیا بھر کے کونے کونے میں متعارف و فعال کرگئے اور اہل مغرب کی گود میں بیٹھے ہوئے مرزائیوں کی سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے آپ نے دنیا بھر میں ان کے سدباب کے لئے فکری دعوتی سیاسی اور ہر پہلو اور ہر زاویہ سے ان کے مقابلہ میں ختم نبوت کی تحریک کو پروان چڑھایا اور رائے عامہ کو ہموار کیا۔لندن کی عالمی ختم نبوت کی کانفرنسوں کی روح رواں آپ ہی کی ذات تھی۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی ترویج و ترقی کے لئے آپ کی بے مثال خدمات بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ پھر آپ کا سب سے بڑا کارنامہ اقرار روضۃ الاطفال نامی تعلیمی اداروں اور سکولوں کے جال بچھانے کا ہے۔آپ نے محسوس کیا کہ ملک میں انگلش میڈیم سکولوں اور سیکولرازم کے داعی اداروں اور حکومتی سکولوں میں معمارانِ وطن بچوں کے اذہان کو بری طرح اسلام سے دور رکھنے کی منظم سازش کی جارہی ہے۔تو آپ نے ابتداً کراچی میں اقراء روضۃ الاطفال کا آغاز کیا جس میں بچوں کو حفظ قرآن کریم کے ساتھ ساتھ عصری علوم و فنون بھی پڑھائے جاتے تھے چونکہ آپ کے ادارے کی بنیاد خلاص وللّٰھیت پر مبنی تھی اس لئے آپ کے ادارے کے بچوں کی تعلیمی قابلیت باقی معاصر تعلیمی اداروں اور سکولوں کے

مقابلہ میں بہت جلد نمایاں ہوگئی۔اور کچھ ہی عرصہ میں پورے ملک میں آپکے ادارے کے سکولوں نے بہت جلد مقبولیت حاصل کرلی۔اور ہزاروں بچے جوق در جوق آپ کے سکولوں میں عصری علوم اور اسلام سے آگاہی حاصل کرنے کیلئے امنڈ آئے۔چونکہ تعلیم کیساتھ ساتھ تربیت اور اخلاق کا درس بھی انکے ادارے کی خصوصیت ہے' دوسری طرف موجودہ تعلیمی اداروں میں اخلاقیات کا شدید فقدان ہے اسی لئے لوگ کشاں کشاں اپنے بچے اقراء روضۃ الاطفال میں داخل کرا رہے ہیں۔اس مادی اور انگریزی تہذیب سے مرعوبیت کے دور میں بلاشبہ یہ بہت بڑا کارنامہ ہے۔

پھر کچھ عرصے سے آپ کی دُور رَس نگاہوں نے محسوس کیا کہ شمالی علاقہ جات خصوصاً گلگت جہاں پر آغا خانی مشنری نے اودھم مچایا ہوا ہے اور تمام سنی بچوں کو اپنے قائم کردہ سکولوں میں گمراہ کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں تو آپ نے وہاں بھی ان کے مقابلے میں ایک بڑا تعلیمی ادارہ کھول لیا اور اس کی فیسیں نہ ہونے کے برابر کردیں تاکہ آغا خانی مشنری کی کوششوں کو ناکام بنایا جاسکے۔

اسی طرح آپ نے کافی عرصہ اقراء کے نام سے ایک بڑا سنجیدہ پہلا اسلامی ڈائجسٹ بھی کامیابی سے عرصہ دراز تک جاری رکھا اس کے علاوہ آپ روزنامہ جنگ سے بھی کافی مدت تک وابستہ رہے اور اپنے قلم سے دین اسلام اور مذہبی قوتوں کو بڑی تقویت پہنچاتے رہے جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی کے لئے بھی آپ کی خدمات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں آپ نے جامعہ کے لئے ساری زندگی وقف کررکھی تھی اور جامعہ کی ترویج وترقی میں آپ کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔شریعت بل کے لئے اس وقت کی حکومت نے اس کو مشتہر کرنے کے لئے اس پر رائے طلب کی تھی لہذا آپ نے کراچی سے لاکھوں افراد سے اس کی تائید میں فارم پُر کرائے تھے۔اور اس کی حمایت میں کئی ٹرک میں بھر کر اسے پارلیمنٹ بھجوایا تھا۔مولانا محمد جمیل خان مرحوم ہر دینی تحریک اور عالم دین کے محافظ پشتیبان اور خادم تھے مثلاً شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ ' حضرت مولانا مفتی احمد الرحمانؒ ' حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ آپ سب کے معاون خصوصی اور خادم رہے۔خدمت اور عاجزی کا عنصر آپ کی شخصیت کے نمایاں پہلو تھے۔حضرت مولانا مرحوم میرے ماموں ڈاکٹر منیر اقبال صاحب کے ہم زُلف بھی تھے۔اس کے علاوہ دورانِ تعلیم کراچی میں آپ میرے نہایت ہی مہربان اور مشفق سرپرست بھی رہے۔اس وقت سے لے کر تادمِ شہادت آپ نے ہمیشہ اس خاکسار کے ساتھ شفقت ومحبت کا مظاہرہ کیا۔آپ کے ہمراہ جہاد افغانستان کے موقع پر مجھے پہلی بار افغانستان اور جہاد پر جانے کی توفیق بھی نصیب ہوئی۔آج تک دل ودماغ اس مبارک اور روح پرور سفر کی یادوں سے معطر ہیں۔افسوس اس سفر کے سارے رفیق ایک ایک کرکے مجھ سے بچھڑ گئے۔

نہیں بیگانگی اچھی رفیقِ راہ منزل سے
ٹھہر جا اے شرر ہم بھی تو آخر مٹنے والے ہیں

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دینی حلقوں، ارباب مدارس اور خصوصاً علماء دیوبند کب تک اپنے گہرہائے نایاب گنواتے رہیں گے؟ اور کب تک اس طوفان بلاخیز کا مقابلہ کرتے رہیں گے؟ ستمگری اور شقاوت کی بھی آخر ایک حد ہوتی ہے، اور صبر و برداشت اور تحمل کی بھی ایک انتہا ہوتی ہے کراچی جو محبِ وطن اور علماء حق کا مرکز تھا، ایک منظم منصوبے اور ٹارگٹ کلنگ (Target Killing) کے نتیجے میں اکثر و بیشتر علماء کو پے در پے شہید کر کے خالی کر دیا گیا۔ اور آج تک ایک بھی قاتل گرفتار نہیں ہوا۔ طرفہ تماشا یہ ہے کہ صدر مملکت یا دوسرے اہم حکومتی و فوجی عہدیداروں پر حملہ کرنے والے تو چند دن میں گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچ جاتے ہیں لیکن دوسری طرف عوام اور علماء کے قاتل دندناتے پھر رہے ہیں۔ اور انہیں کوئی پوچھنے والا یا ان پر ہاتھ ڈالنے والا نہیں۔ اسی باعث ان خونی درندوں کی خونی پیاس دن بدن بڑھتی چلی جارہی ہے۔ افسوس صد افسوس کہ مقتولوں کے پسماندگان کی آہ و زاریاں اور ہم جیسے "مرثیہ خوانوں" اور بے بس صحافیوں کے قلمی نوحے محض صدا بصحرا ثابت ہورہے ہیں۔ کاش! کہ یہ کبھی نفخ صور حکمرانوں اور ظالموں کیلئے ثابت ہوسکیں۔ آخر میں ادارہ تحریک ختم نبوت اور جامعہ بنوری ٹاؤن کے اساتذہ و مشائخ اور طلبہ کے ساتھ دلی تعزیت کرتا ہے اور راقم ان کے جانشین فرزند برادرم محمد و دیگر صاحبزادگان اور پسماندگان کے ساتھ اس سانحہ میں خود کو برابر کا شریکِ غم سمجھتا ہے۔

اک خونچکاں کفن میں کروڑوں بناؤ ہیں پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدوں پہ حور کی

حضرت مولانا محمد صادقؒ ایک مردِ درویش کی جدائی

جمعیت علماء اسلام کے پرانے رفیق، اہم مرکزی رہنما اور دارالعلوم حقانیہ کے انتہائی مخلص خادم اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے عقیدت مند، اور عاشق صادق مولانا محمد صادق سرگودھویؒ کا طویل بیماری کے بعد سانحۂ ارتحال پیش آیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ اس گئے گزرے دور میں بھی عقیدت و محبت کی ایک جیتی جاگتی تصویر تھے۔ آپ پر فالج جیسے موذی مرض نے کچھ عرصہ قبل حملہ کیا تھا جس کی وجہ سے آپ انتہائی کمزور ہوگئے تھے۔ لیکن پھر بھی آپ دارالعلوم حقانیہ اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سے ملاقات کے لئے بیماری کے باوجود یہاں تشریف لائے اور ابھی ۲۹ رجب کو دستار بندی کی تقریب یہاں دارالعلوم میں منعقد ہورہی تھی تو شدید بیماری کے باوجود آپ نے اس میں شرکت کیلئے بس کا ٹکٹ لے لیا تھا لیکن آنے سے کچھ دیر پہلے آپ پر دوبارہ فالج نے شدید حملہ کیا۔ اور دو تین دن بعد آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ آخر دم تک آپ حقانیہ اور حضرت مولانا مدظلہ کے ساتھ اپنی سیاسی وابستگی اور عقیدت کا اظہار فرماتے رہے۔ حضرت مولانا مدظلہ نے آپ کی نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔ قارئین الحق سے ان کے رفع درجات کیلئے خصوصی درخواست ہے۔